

# لَعْنِمَ هَامَانُ

محمد اقبال نجفی





# نعتیہ ہائیکو

محمد اقبال نجمی

111078

تمام حقوق بحق مصنف

۱۹۹۰ء

فروغ ادب اکادمی  
۱۰۸۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوہر نوالہ

قیمت : ۱۰ روپے

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے نام



اقبال نجفی نے اظہار عقیدت کے لئے ہائیکو کی صنف اپنا کر نہ صرف اردو شاعری کے صنفی ذخیرے میں اضافہ کیا ہے بلکہ نعت کے تخلیقی امکانات واضح کئے ہیں۔

اقبال نجفی کے نعتیہ ہائیکو اپنے اندر اس بات کا غیر مبہم جواز رکھتے ہیں کہ اس نے محض جدیدیت کی دھن میں یہ ہیئت استعمال نہیں کی بلکہ اس کے پییدہ جذلوں نے خود یہ سمت اختیار کر لی ہے۔ ایک اہم بات جو نجفی کے ہائیکو کو عمومی ہائیکو سے الگ کرتی ہے یہ ہے کہ نجفی کے ہائیکو میں غزل کا تحمل نظر آتا ہے۔ اس طرح شاعر تخلیقی گداز کے رگ و ریشے سے گذر کر شعری پیرائے تک پہنچا ہے۔ اظہار کے اس جالیاتی انداز سے نجفی کے ہائیکو اثر آفرینی سے لبریز ہوئے ہیں۔

نعت کا جذبہ جس شعر پیکر میں بھی سامنے آئے یہ بات طے ہے کہ اس میں عشقِ مصطفیٰ کا گداز، عظمتِ رسولؐ کا احساس، ادب کا قرینہ، عجزِ بیاں کا ادراک اور محبت کی واردات شامل ہوتی ہے۔ اقبال نجفی کے ہاں یہ سائے سلیقہ و جدانی صورت کے ساتھ ساتھ شعری سطح بھی رکھتے ہیں۔ اس کے ہائیکو کی ندرت کا تعلق زیادہ تر تخیل کی رنگ آمیزی سے ہے۔

ایسے لمحات کچھ میسر ہوں  
میرے آقا کروں تری باتیں  
میں ترے شہر کی کھجوروں سے

یوں اقبال نجی موضوع کی نوشتہ کو معروض کے رنگ سے گوندہ کر تخلیقی  
 موضوع کی پیشکش کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ نعتیہ ہائیکو اردو کے شہری سرمائے  
 ہیں ایک نئی روایت کے نقیب ٹھہریں گے۔

انور جمال



محسن کا کوروی نے کہا تھا ۔

ہے تمنا کر رہے نعت سے تیری خالی

نہ میرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

آج کے شاعر نے تقریباً تمام اصنافِ سخن میں نعت کی خوشبو بکھیر کر شاعری کے دامن کو مزید باثروت بنایا ہے۔ شہرِ سخن خوشبوئے اہم محمدؐ سے معطر ہے۔ حریمِ دیدہ و دل میں ہر آن ہر پل چراغاں سا رہتا ہے۔ آج جب کہ اردو شاعری بیسویں صدی کی آخری دہائی پر دستک دے رہی ہے۔ جدید نعت تلاشِ ذات سے اپنے عصر کی پہچان تک کے مرحلے طے کرتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہنچی ہے جہاں ایک طرف تو دیارِ مدحتِ سرکار میں جذب و شوق وارتنگی اور خود سپردگی کے اُن گنت چراغِ جل رہے ہیں تو دوسری طرف تازگیِ ندرت اور شگفتگیِ خیال کے پیکر میں اس طرح ڈھل رہی ہے کہ سوچ اور اظہار کی تمام تر رعایاں درِ اقدس پر سجدہ ریز نظر آتی ہیں۔ اور یہی سوچ اور اظہار کی معراج بھی ہے۔ اردو نعت کا دامن پہلے ہی مالا مال تھا اب اسے جدید آہنگ کا حسن بھی عطا ہوا ہے۔ آزاد نظم سے ہائیکو تک جذلوں، عقیدتوں اور محبتوں کی ایک کہکشاں روشن ہے۔ ہائیکو جاپانی صنفِ سخن ہے جو تین ہم وزن مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور تیسری سے قبولیتِ عامہ

کی خلعت سے سرفراز ہو رہی ہے۔ اپنے تعارف کے پہلے مرحلے پر ہی ہائیکو کہنے والے شاعروں نے اسے نعت کے زمزموں سے بہکنا د کرنے کی سعی کی ہے جو یقیناً مشکور ہوئی ہے۔

محمد اقبال نجمی ہمارے جدید شعرا میں اپنی سوتح اور جدید حسیت کے حوالے سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے توصیف و ثنائے حبیب کا پرچم بلند کرنے کی بھی سعادت حاصل کی ہے۔ خصوصاً ہائیکو میں نعت کہنے کی روایت کو آگے بڑھایا ہے ان کی نعتیہ ہائیکو کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شاعر کے محسوسات براہ راست قاری کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اُسے معانی کی تلاش میں کسی طلسم کدے کی بھول بھلیوں میں سے نہیں گزرنا پڑتا۔

اختصار و ایجاز ہائیکو کا نمایاں وصف ہے۔ شاعر نے اس صنف سخن کے فنی اور جمالیاتی تقاضوں کو نبھانے کی کامیاب کوشش کی ہے، جذبات کی زراعت، تخیل کی جدت اور اظہار کی ندرت کا محمد اقبال نجمی کی نعتیہ ہائیکو میں بھرپور احساس ہوتا ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ یہ احساس تخلیقی اور جذباتی دونوں سطحوں پر قاری کو کیف سروری سے سرفراز رکھتا ہے ان کے ہاں ذکرِ اطہر اس عہدِ ناپرساں میں الطاف و کرم کی بارش کا سبب بنتا ہے اور شاعر کا نخلِ تمنا شاداب ماحول سے سمکھتا ہوتا ہے اور سُکھتے ہوئے سہراؤں میں اُسے منزلِ مراد کے آثار نظر آنے لگتے ہیں بے ساختگی محمد اقبال نجمی کی نعتیہ ہائیکو کا ایک اور بنیادی وصف ہے جس نے جذلوں کی آنچ کو تیز سے تیز کر دیا ہے۔ جب دل میں حضور کی یادوں کا مید لگتا ہے، قلب و نظر کی دنیا جھوم اُٹھتی ہے، جاگتی آنکھوں میں شہرِ حنک کے مناظر سجھنے لگتے ہیں، تصورِ درِ رحمت کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔ خوش نصیبی بڑھ کر رکاب پکڑ لیتی ہے خوشبو و جد میں اور صبارِ قص

میں آجاتی ہے اور گنبدِ خضرا سے رحمت کی گھٹا جھوم جھوم کر اُھتی ہے۔ شاعر اس  
حقیقت کا بھی ادراک رکھتا ہے کہ اگر دُنیا کو امن و عافیت کی تلاش ہے تو اُسے  
پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے الفاظ میں جھک جانا ہو گا دہلیزِ مصطفیٰ پر۔

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن

تیری جانب ہی دیکھتا پایا

آدمیت کو ارتقا کے لئے

نعتیہ ہائیکو پڑھ کر مستقبل کی جدید نعت کے خدو خال چشمِ تصور میں لہرا  
جاتے ہیں اور یہ شاعر کا بہت بڑا کریڈٹ ہے مجھے یقین ہے کہ محمد اقبال مجھی کی  
نعتیہ ہائیکوز جدید نعتیہ شاعری میں اعتبار و اعتماد کے حوالے سے بھی معتبر گردانی  
جائیں گی۔

ریاض حسین چودھری

ہائیکو اگرچہ جاپان سے درآمد ہوئی ہے لیکن ہمارے بعض ایجاد پسند شعرا نے اس میں دلچسپی لی اور اس کے فروغ میں کوشش کر رہے ہیں شروع میں ہائیکو کا جاپانی مزاج اور اس کے وحی فنی اور معنوی تلازمات قائم رکھے گئے لیکن اس رکھ رکھاؤ کے سبب بات بڑھ نہیں سکتی تھی۔ کوئی بھی صنف ادب جب کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کی جاتی ہے تو نئی زبان کے مقتضیات اور اپنے ادب و فن کا مزاج بہت کچھ اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس طرح وہ ایک نئے سانچے میں ڈھل کر ایک الگ حیثیت سے قدمے مختلف ہوتی ہے جب ہائیکو اردو زبان میں کہی جانے لگی تو اس میں بھی نئے فنی اور معنوی تلازمات کی ضرورت محسوس ہوئی مثلاً مقررہ الفاظ کی باندی سے گریز، مت نئے مضامین کی شمولیت سابقہ (جاپانی) افکار و مضامین سے انحراف، نئے اوزان میں ہائیکو کہنے کا تجربہ وغیرہ۔ اب ہائیکو ایک طرح سے "پاکستانی" تشخص کے ساتھ ابھر رہی ہے بلکہ بات یہاں تک زیر بحث آئی ہے کہ بعض لوگ اسے غیر ملکی ماں سمجھتے ہی نہیں بلکہ اپنے ہی ادب میں اس کی جڑیں تلاش کرتے ہیں اور اسے ثلاثی کی حیاتِ نو قرار دیتے ہیں۔

بخمی صاحب! آپ نے فقیہ ہائیکو کہی ہیں دوسرے شعراء نے بھی نعت کے افکار و مضامین ہائیکو کے وسیلے سے بیان کئے ہیں۔ آپ کی ہائیکوز مجھے اچھی لگیں۔ ایک تو اس لئے کہ بلحاظ موضوع ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے نسبت ہے دوسرے آپ نے اپنے مضامین کے وسیلے سے جہاں تو صیفِ جمالِ محمدی کی ہے وہیں زیادہ تر حضور کی سیرتِ طیبہ کی اداؤں اور خوبیوں کا ذکر جمیل کرتے ہوئے تبلیغِ سیرت کا فریضہ انجام دیا ہے اور اتباعِ رسالت کو قلاعِ دارین اور عالمِ انسانیت کے لئے امن و سلامتی کی اساس قرار دیا ہے۔

آپ نے وہ نصابِ بخشا ہے  
جو کہ سرِ دوری ضرورت ہے  
جو کہ سب کو دتار دیتا ہے

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن  
تیری جانب ہی دیکھتا پایا  
آدمیت کو ارتقا کے لئے

کربِ فراق، آرزوئے زیارت و حضوری، مدحتِ جمالِ تبلیغِ سیرت، دعوتِ تعیباتِ محمدی، الغرض جذب و جنوں، شعور و آگہی اور تبلیغ و ابلاغ کے مضامین آپ نے نہایت خلوصِ قلب، سوزِ جاں اور فنی حسن کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

خاصی کرنالی



محمدِ باری تعالیٰ

ذکر تیرا ہے سب زبانوں پر  
 ذکر تیرے سے بات بنتی ہے  
 ذکر تیرا ہی نبض ہستی ہے



تیرے انعام جن پہ ہوتے ہیں  
 سیدھی راہیں انہیں دکھاتا ہے  
 تُو دعائیں قبول کرتا ہے

تُو خُدائے کریم ہے مولا  
 تیری بخشش حساب سے باہر  
 مُنکروں کو نوازتا تو ہے



تیرے آگے میں سرجمیدہ ہوں  
 سارے عالم پہ راج تیرا ہے  
 تیری رحمت محیط ہے سب پر



تیرے جلوے ہیں نورِ تیرا ہے  
 ہر طرف ہی ظہورِ تیرا ہے  
 نامِ تیرا ہے سب کے ہونٹوں پر



تیری رحمت کا آسرا لے کر  
 اپنی منزل کو ہم بھی پائیں گے  
 ہم نہ رستے میں ڈگمگائیں گے

تھک کے سوچیں یہ لوٹ آتی ہیں  
 ان کی پرواز سے کہیں بڑھ کر  
 تیرا رستہ ہے ماورا مولا



گم ہوا جو تلاش میں اپنی  
 وہ حقیقت کو جان جائے گا  
 تیری ہستی کو وہ ہی پائے گا



لغز ہائیکو  
غریب



دل کی آنکھوں کو کھول کر پڑھ لو  
 میرے آقا کا آخری خطبہ  
 رہنمائی کو اتنا کافی ہے



میرے دل کو سرور دیتی ہے  
 تیری پابست کا نور دیتی ہے  
 یاد تیری ہے پیار کی لوری

سخت مشکل اگرچہ جینا ہے  
 ٹوٹا پھوٹا مرا سفینہ ہے  
 تو میرے حوصلوں کا مرکز ہے



آندھیاں کفر کی چلیں بے شک  
 آپ کا ہی چراغ جلنا ہے  
 آپ کا ہی چراغ جلتا ہے

111078

تیری چاہت کا معجزہ دیکھوں  
 سانس ٹوٹے تو میرے ہونٹوں پر  
 نام تیرا ہو جام تیرا ہو



شوق میرا ہے بس یہی نجمی  
 رحمتوں کے حصار میں رہنا  
 مغفرت کی بہار میں رہنا

نام تیرا ازل کا سکہ ہے  
 تاقیامت اسی نے چلنا ہے  
 فیض اس سے سبھی نے پایا ہے



ہو محمد یا احمد و حامد  
 میری مشکل کے یہ سہاڑے ہیں  
 آپ کے نام کتنے پیارے ہیں



میں نے آنا ہے مجھ کو آنے دے  
 اپنی چوکھٹ پر سر جھکانے دے  
 ٹوٹ جائے نہ ڈور سانسوں کی



مجھ کو معراج کی لمبے دولت  
 تجھ سے ملنا میں اس طرح چاہوں  
 تو ملا جس طرح خدا سے تھا

ہر فضیلت کا فیض تجھ سے ہے  
 ہر سعادت کا تُو ہی منبع ہے  
 تیرا دنیا پہ دستِ رحمت ہے



تاجِ عظمت ہمیں دیا تو نے  
 خوبصورت ہمیں کیا تو نے  
 ہم کو بخشی ہیں دولتیں کیا کیا

کتنا پیارا خیال آتا ہے  
 شہرِ طیبہ کا میں مسافر ہوں  
 آنسوؤں کو میں چوم لیتا ہوں



اُس خدا کا جو میرا خالق ہے  
 شکر کرتا ہوں اس لئے بخمّی  
 مجھ کو بخشا ہے مہرباں تجھ سا

مجھ کو پیدا کیا ہے مولانا  
 مجھ کو آفتانے پھر سنوارا ہے  
 شکر دونوں کا مجھ پہ لازم ہے



جو بھی مانگیں ترے توسط سے  
 جو بھی پائیں ترے توسل سے  
 سب سے بہتر یہی طریقہ ہے

اس وطن کی بنامرے آقا  
 تیرے کلمے پہ ہم نے رکھی ہے  
 اس میں کلمے کا بول بالا کر



اک اسی انتظار میں اب تو  
 صبح کرتا ہوں شام کرتا ہوں  
 بارگاہِ ادب میں جا پہنچوں

دل میں جب بھی گرہ پڑے کوئی  
میں سہارا درود کالے کر  
اپنی مشکل کو دور کرتا ہوں



تیرے الطاف کی ہوئی بارش  
مجھ کو شاداب کر گئی پل میں  
میں سلگتا سراب تھا پہلے

تیرے آنے سے ہی تمدن نے  
 زندگی کا لباس پہنا ہے  
 تازگی کی بہار دیکھی ہے



جلنے کب مجھ پہ مہرباں ہوگی  
 خوبصورت فضا دینے کی  
 اس سے آگے میں سوچتا کب ہوں

جن کے آنے سے عزتیں پائیں  
 جن سے دنیا کی رونقیں قائم  
 اُن کو جان بہار کہنے دو



تذکرے ہیں تری سخاوت کے  
 ذات تیری ہے وہ سخی جس کے  
 ہاتھ خالی بھی نعمتیں بائیں



مشفق و چارہ گر شدہ والا

مُرشدِ عارفانِ تری ہستی

رہبرِ کمالاں تیرا اُسوہ



کاش مقبول ہو دُعایہ بھی

جب مری شامِ زندگانی ہو

سامنے ہو حضور کا روضہ

تیرے فرمان کتنے پیارے ہیں  
 مجھ کو تازہ ہوا میں دیتے ہیں  
 رحمتوں کی گھٹائیں دیتے ہیں



تیری باتوں کو کون جھٹلائے  
 تیری باتوں پہ ربِ عالم نے  
 حق کی مہر میں تو خود لگائی ہیں

دل میں رونق ترے خیالوں سے  
 اس کی آبادیاں ترے دم سے  
 یہ تو زندہ ہے تیری یادوں سے



جن سے میں نے شعور پایا ہے  
 تیری رحمت سے استفادے کا  
 اُن خیالوں سے پیار کرتا ہوں

چاہتیں اُن کو نجوم لیتی ہیں  
 رگمتیں اُن کو ڈھانپ لیتی ہیں  
 پیار کرتے ہیں جو مدینے سے



تیری سیرت سے رہبری لے کر  
 ہر زمانے نے چال سیکھی ہے  
 اپنی بگڑی روش کو بدلا ہے

مُردہ دوحوں کو دی جلا جس نے  
 جس سے دُنیا حسین لگتی ہے  
 وہ ترا زیرِ لب تبسم ہے



اپنی رحمت سے میرے دامن کو  
 تُو نے ہونے دیا نہیں خالی  
 کیسے کہہ دوں! کہ ہوں تہی دامن

سید مرسلین مرے آقا  
 عظمتوں کا جہاں تری ہستی  
 عجز کا آسمان تری ہستی



آدمیت کو ناز ہے تجھ پر  
 تیری ہستی ہے خیر کا پیکر  
 تجھ کو خیر الانام کہتے ہیں

مُصطفیٰ مصطفیٰ لبوں پر ہو  
ابتدا، انتہا اسی پر ہو  
پیشوا، رہنما یہی تو ہے



تیری رحمت ہے بیدیں سب پر  
تیری برکت ہے جاوداں سب پر  
فیض پاتے ہیں سب کس و ناکس

آپ نے وہ نصاب نختا ہے  
 جو کہ ہر دور کی ضرورت ہے  
 جو کہ سب کو وقار دیتا ہے



اسے چٹائی پہ لیٹنے والے  
 فقر کو تو نے عظمتیں دے کر  
 ہم غریبوں کا مان رکھا ہے



میں سراپا حضور کا پڑھ کر  
 جب درود و سلام کہتا ہوں  
 رحمتوں کا نزول ہوتا ہے



بات میری نہ کیسے پوری ہو  
 مجھ کو حاصل وہی وسیلہ ہے  
 جس کو سارے ہی معتبر جانیں

تیری باتیں لطیف ہیں کتنی  
 تیری باتیں عمل کے قابل ہیں  
 تیری باتوں میں رہنمائی ہے



تو کہ اک آفتاب روشن ہے  
 اس جہاں کو مٹھاس دیتا ہے  
 نور تیرا ہے سائے عالم میں

تیری سیرت چراغ کی مانند  
 میری راہوں کو جگمگاتی ہے  
 منزلِ شوق پر چلاتی ہے



جب وہ نازِ بشرِ شبِ اسری  
 اپنی معراجِ انتہا پر تھا  
 عشق پر حسن کی نوازش تھی

و جبہ تخلیق کائنات آقا  
 آپ آئے تو ہو گیا روشن  
 گوشہ گوشہ حسین دھرتی کا



کوئی طوفان کی طرح آ کر  
 جب بھی اُلجھے مرے سینے سے  
 ہونگا ہر کرم دینے سے

ایسا کیفِ دوام پاؤ گے  
 جامِ پینا ہی بھول جاؤ گے  
 شرط ہے بس قریب ہونے کی



جھوٹ کے بُت سبھی گرا دوں گا  
 حق کی خاطر لڑوں گا باطل سے  
 تیری سیرت کی چاندنی لے کر

سب سے اچھا ترادینہ ہے  
 جس کی صبحیں ہیں دل کش آقا  
 جس کی شامیں بھی روح پرور ہیں



تیرا اسوہ کلید ہے ایسی  
 حل کرے جو بشر کی مشکل کو  
 ہر زمانے میں رہنما بن کر

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن  
 تیری جانب ہی دیکھا پایا  
 آدمیت کو ارتقا کے لئے



دین و دنیا کی نعمتیں ساری  
 اور خود وہ خُدا کہیں جس کو  
 جو ملا بسبب حضور کے صدقے

آپ کی نطفِ آفرینی کے  
 چرچے جاری ہیں دو جہانوں میں  
 رحمتیں آپ کی دوامی ہیں



سب جہالت کی زوند کریمیں  
 دولتِ افتخار بخشی ہے  
 زندگی شان دار بخشی ہے



دل کا صحرا چمن میں بدلا ہے  
 عالم کرب سے نکالا ہے  
 ہم پہ بے چارگی مستطقی



میرے آقا ترے محاسن کو  
 اپنے لفظوں میں ڈھال کر اکثر  
 پھول چنتا ہوں لطف پاتا ہوں

میرے آقا ظہور میں کامل  
 میرے آقا جمال میں اکمل  
 میرے آقا امام ہیں سب کے



آپؐ مونس ہیں آپؐ ہمد ہیں  
 آپؐ ہادی ہیں آپؐ اکرم ہیں  
 آپؐ ہی زندگی کا محور ہیں

میں ترے شہر کے مناظر کو  
 اپنی آنکھوں میں یوں سجاؤں گا  
 ان کو دیکھوں گا جب بھی چاہوں گا



جب تری یاد کا لگے میدہ  
 دل ہرا جھوم جھوم جاتا ہے  
 نعت تیری لبوں پہ ہوتی ہے

حسانِ عالم حضور کو کہیے  
جن کئے آنے سے ساری دُنیا نے  
زندگی کا شعور پایا ہے



باخدا ، باخبر کیا تو نے  
درسِ اخلاق وہ دیا تو نے  
جس نے دُنیا کو ارتقا بخشا

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن  
 آپ کے نور کی ضیاؤں سے  
 ہر زمانے نے فیض پایا ہے



میرے آقا تری فراست پر  
 نگہ پڑتی ہے جب زمانے کی  
 تیری عظمت کو داد دیتا ہے

آپ کی ذات سب سے اعلیٰ ہے  
 آپ کی بات سب سے بالا ہے  
 آپ کا ہر طرف اُجالا ہے



تیری چاہت میں جیسی گرمی ہے  
 تیری شفقت میں ویسی نرمی ہے  
 خلق تیرا عظیم ہے آقا

اِس طرح تُو رہے تصور میں  
 روز و شب خواب میں ترے دیکھوں  
 میرا ہر پل وصال میں گزے



اُن کی رحمت ہی راحتِ جاں ہے  
 اُن کی رحمت سکون دیتی ہے  
 اُن کی رحمت محیط ہے سب پر

مجھ پہ کی ہیں نوازشیں تُو نے  
 رابطہ ہے مرا اُجالے سے  
 پی رہا ہوں ترے پیالے سے



وہ ہوا میں بھی کتنی پیاری ہیں  
 جو مدینے سے ہو کے آتی ہیں  
 ناز کرتی ہیں اپنی قسمت پر



تیری رحمت کو ہر جگہ پایا  
تیری رحمت نے کر دیا سایہ  
تیری رحمت ہے سب جہانوں پر



چاک دامن کے تب ہی سلتے ہیں  
لطف کے پھول بھی تو کھلتے ہیں  
جب نگاہِ حضور ہو جائے

ظلم کرتے ہیں اپنے بچوں پر  
 تیری باتوں سے دُور کرتے ہیں  
 زہر دیتے ہیں اجنبیت کا



میری بخشش کا اک حوالہ ہے  
 ہر دُعا میں اثر کی صورت ہے  
 نام تیرا ہی اسمِ اعظم ہے

بات کرتا ہوں جب مدینے کی  
 سوچ وادی میں پھول کھلتے ہیں  
 مجھ پہ آئے بہار کا موسم



میری ہستی ہے بے شکر کب سے  
 آپ کی اک ذرا نوازش ہو  
 میری جھولی پھلوں سے بھر جائے

میں ترے شجر کی جواں میں  
 روز و شب یوں گزارنا چاہوں  
 پاس ہو کر پکارنا چاہوں



ہر زمانے میں، ساری دنیا نے  
 تیری عظمت کو ہر کسوٹی سے  
 جب بھی پرکھا بلند پایا ہے

ایسے لمحات کچھ میسر ہوں  
 میرے آقا کروں تری باتیں  
 میں ترے شہر کی کھجوروں سے



نوش نصیبوں میں نام ہے میرا  
 تیرے رستے کا میں بھی راہی ہوں  
 فخر مجھ کو تیرا سپاہی ہوں

ابرِ رحمت اُٹھے مدینے سے  
 میرے سر پر محیط ہو جائے  
 بے قراری کو چین آ جائے



پتور زخموں سے تھا بدن تیرا  
 لب پہ تیرے مگر دعائیں تھیں  
 تو نے جینے کا ڈھنگ سکھایا

پاس تیرے تو وہ ہی آئیں گے  
 جن کے اچھے نصیب ہیں آقا  
 جن کو خواہش ہے زندہ رہنے کی



آپ کے ذکر میں ہی راحت ہے  
 آپ کے پیار میں ہی جینا ہے  
 آپ کی یاد اک عزیز ہے

تیری رحمت کا نور پھیلا ہے  
 کو بگو ہے ترا سفر جاری  
 پاس تو ہے تو دور بھی تو ہے



تو نے محسوس کی زیارت کی  
 میرے آقا تیری بصارت پر  
 آنکھ عالم کی غرقِ حیرت ہے



جب تو محمودِ بارگاہ ہو گا  
 لوگ تیرے حضور آئیں گے  
 تو شفاعت کا تاج پہنے گا



اپنی منزل سے وہ نہ بھٹکے گا  
 جو ہدایت کا نور پائے گا  
 تیری ہستی کو جان جائے گا

شہر تیرا ہے وہ چمن جس کی  
 دید ہو تو قرار ملتا ہے  
 لوٹ آؤ وقار ملتا ہے



گھیر لیتے ہیں جب مجھے سائے  
 تیری رحمت کا نور ایسے میں  
 پاس آتا ہے حوصلہ بن کر

چاند تارے یہ کبکشا ئیں سب  
 تیرے قدموں کی دھول ہیں آقا  
 تیری منزل کو کس نے دیکھا ہے



اپنی خوشبو لٹا کے لوگوں میں  
 پھول تیرا پیام دیتے ہیں  
 کتنے پیارے ترے پیامی ہیں

روحِ دوراں کو پاک کرتا ہے  
 قلبِ مضطر کو چین دیتا ہے  
 تیرا اُسوہ بڑا مبارک ہے



جاگتے ہیں یہ رات بھر نجمی  
 دیکھتے ہیں حضورؐ کا روضہ  
 یہ ستارے ہیں کس قدر پیارے

آستان اور بھی بہت ہوں گے  
 اصل مرکز تو بس مدینہ ہے  
 جو جبینوں کو نور دیتا ہے



خاتم الانبیا شہِ دوراں  
 اک مثالی کتاب لائے ہیں  
 نور والی کتاب لائے ہیں

میرے لمحات جو معطر ہیں  
 شاہِ بطنِ ترے خیالوں سے  
 زندگی کا وہی تو حاصل ہیں



تیری چاہنت میں لطف ایسا ہے  
 لاکھ جانیں اگر ملیں مجھ کو  
 وارِ دُوں میں ترے اُشائے پر

جب بھی آقا کی نعت ہوتی ہے  
میں قلم سے یہ بات کہتا ہوں  
تم محمد کو چوم کر لکھنا



دل کے روگوں سے تُو شائے ہے  
تُو مسیحا ہے مُردہِ روحوں کا  
میری حالت کو تُو ہی بد لے گا

تُو نے ہم کو وہ روشنی بخشی  
 جس نے منزل سے آشنا کر کے  
 ہم پر رستے نجات کے کھولے



ربِّ عالم کا اس پر پہرہ ہے  
 تاقیامت اسی نے چلنا ہے  
 آپ آئے جو ضابطہ لے کر



ہاں وہی پیار کی زباں ٹھہرے  
 جس سے مدحت کے پھول جھڑتے ہیں  
 جس پر صلی علی کا نغمہ ہے



تیری باتوں کے سامنے سارے  
 فلسفے، سیچ ہیں زمانے کے  
 تیری باتوں میں رہنمائی ہے

نشک ہونے نہ دو پسینے کو  
 اور مزدور کو کرو فارغ  
 تیری باتیں ہیں کس قدر اچھی



باغ امکان نے آیت کے دم سے  
 زندگی کا لباس پہنا ہے  
 تازگی کی بہار دیکھی ہے

دل میں کتنے سوال اٹھتے ہیں  
 دل میں جتنے سوال اٹھتے ہیں  
 تیرا اُسوہ جواب ہے سب کا



تیرے کلمے سے ہی مرے آقا  
 بزمِ ہستی کی نبض چلتی ہے  
 زندگی کا شعور ملتا ہے

دل کی دُنیا پہ راج تیرا ہے  
 تیری ہستی کا فیض جاری ہے  
 نُور بٹتا ہے خیر پاتے ہیں



گیتِ فضلِ علیٰ کا گاتا ہوں  
 یہ مرے درد کی دوا بھی ہے  
 یہ مری روح کی غذا بھی ہے

خاک جس کی ہے آنکھ کا سُرمہ  
جس پہ جنت بھی رشک کرتی ہے  
وہ مدینہ ہے میرے آقا کا



تیرے رستے پہ جن کی نظریں ہیں  
تیری رحمت کا فیض ہے ان پر  
تیرا رستہ ہی اصل منزل ہے

جب تلاوت کروں بخاری کی  
 تیری عادت کے پھول چُن چُن کر  
 اپنے دامن میں ڈالتا جاؤں



تیری باتیں اُتار کر دل میں  
 تیری باتوں کو جب سمجھتا ہوں  
 رحمتوں کی پُھار پڑتی ہے

جب یہ سوچوں کہ آپ آئے ہیں  
 دل میرا آپ کے تصور سے  
 میرے آقا مہک مہک جائے



شاہِ بطنی نے آکے دُنیا کو  
 آشنا کر دیا بہاروں سے  
 خوبصورت کیا ستاروں سے

بن کے خیر البشر وہ آئے ہیں  
 مثل اُن کی نہ کوئی آیا ہے  
 سارے عالم پہ اُن کا سایہ ہے



اس حقیقت کو سب نے مانا ہے  
 جب بھی دیکھا جواب پتھر کا  
 کچھ دعاؤں کے بھول بے تھے



آرزو ہے یہی مرے دل کی  
 ان لبوں کو جو خیر مل جائے  
 تیرے روضے کی جالیاں چومیں



کنکروں نے پڑھا تراکلمہ  
 تجھ کو اشجار نے کیے سجدے  
 تو رسولِ کریمؐ ہے سب کا

نام تیرا ہے رہنما سب کا  
 ذات تیری ہے پیار کا مرکز  
 بن کے توبے مثال آیا ہے



زخم کھا کے بھی مُسکرائے گا  
 وہ نہ باطل سے خوف کھائے گا  
 جو چلے گا تری قیادت میں

ایک خواہش سی دل میں پلتی ہے  
 شہر دیکھوں میں وہ اجالوں کا  
 میں بھی بٹھا کی دھول ہو جاؤں



یہ جہالت کا ایک جنگل تھا  
 لوگ سب وحشیوں کی صورت تھے  
 آپ نے آگہی کی دولت دی

میں طلبِ گار ہوں شفاعت کا  
 مغفرت کی اُمید رکھتا ہوں  
 دونوں باتیں سبب ہیں راحت کا



آپ کا ذکر جب بھی ہوتا ہے  
 دل میں کھلتی ہیں پیار کی کلیاں  
 پھیل جاتی ہے نور کی چادر

بختگی سے جو ان کو تھامو گے  
 راستے میں کبھی نہ بھٹکو گے  
 و دنوں چیزیں جو آپ نے چھوڑیں



یہ ستارے جو مسکراتے ہیں  
 تیرے در سے ہی نور پاتے ہیں  
 میں نے دیکھا ہے بارہا نجمی

جب وہ معراج کی گھڑی آئی  
 نکہت و نور کی ہوئی بارش  
 عشق نے حُسن کی عبادت کی



میرے آقا یہ آپ کا خادم  
 سچ جو بولے تو خوف سا کھائے  
 اس کو برأت کی روشنی دیجئے

جس نے دیکھا تر اُرخِ زیبا  
 اُس کو جنت کی کیا ضرورت ہے  
 وہ تو جلوں میں محو رہتا ہے



تیرے کوچے میں جل کے ٹھہریں گے  
 تیری رحمت کی خیر پائیں گے  
 تو سخاوت کا اک سمندر ہے

اپنے دامن میں کوئے طیبہ سے  
 ساتھ لے کر بہار آتے ہیں  
 لوگ سب خوش گوار آتے ہیں



بارگاہِ ادب میں پہنچا ہوں  
 میرے آنسو ہیں ترجمانِ نجمی  
 لب ہلانے کی کیا ضرورت ہے



جب زباں پر درود آتا ہے  
 میرے دل کو سرور ملتا ہے  
 یہ وظیفہ بڑا ہی پیارا ہے



جو مدینے کی حاضری پائیں  
 اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں  
 ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں

چاند کو توڑ دے یہ کہتے ہیں؛  
 ان کو شاید خبر نہیں اس کی  
 یہ کھلونا ہے تیرے بچپن کا



اپنے دشمن کا ہی مکاں سب پر  
 تو نے دارالامان بنایا ہے  
 یہ تیرے عفو کی مثالیں ہیں

تیری مدحت کا فیض ہے آقا  
 نعت کے شعر میں جو ڈھل جائیں  
 لفظ سارے وہ زندگی پائیں



میری منزل ہے ہر عمل تیرا  
 دل کو بھاتا ہے ہر سُخن تیرا  
 میرا دہبر ہے ہر قدم تیرا

آپ کا نام کتنا پیارا ہے  
 یہ محبت کا استعارہ ہے  
 ہر سفینے کا یہ سہارا ہے



آپ نے مشعلیں جلائی ہیں  
 پیارا اخلاق اور سعادت کی  
 جن سے روشن ہوئی مری دنیا

میری سوچوں کا میرے فکروں کو  
 وہ ہی محور ہے وہ ہی مرکز ہے  
 میرے آقا جہاں پہ رہتے ہیں



تم محبت کے پھول چُھنے کو  
 در پہ آقا کے جب بھی جاؤ گے  
 اپنی دُنیا ہی بدلی پاؤ گے

بزمِ عالم کی آپ سے زینت  
 چشمِ جاں میں ہے آپ سے ٹھنڈک  
 بارِ جنت ہے آپ سے جنت



اک متاعِ گراں ملی نجمی  
 مجھ کو اُسوہ رسول کی صورت  
 جس کو دل سے قریب رکھتا ہوں

علم کی روشنی مجھے دے دے  
 فکر کی چاندنی مجھے دے دے  
 میں جو دیکھوں وہ خواب تیرے ہوں



خوش نصیبی کو پاس آنے دو  
 میری سرکار کا پڑھو کلمہ  
 یہ ہے منزل نما زمانے کا

تیری جانب اٹھا کے نظروں کو  
 میں سہرا پاس پاس رہتا ہوں  
 منتظر ہوں کسی پیامی کا



عشق تیرا ہی اصل دولت ہے  
 میری جھولی میں ڈال دے اس کو  
 اپنی کملی کے نور کا صدقہ



یہ ہے خاصا تری شریعت کا  
 اس نے سب کو قارنخشا ہے  
 پیارنخشا، قرارنخشا ہے



تیری توصیف سارے گلشن میں  
 پھول کرتے ہیں اپنی خوشبو سے  
 بات پھولوں کی خود سنی میں نے

اے شہِ دوسرا میرے آقا  
تیرا آنا بڑا مبارک ہے  
ہر اچھائی کا تو ہی باعث ہے



ہم کو بخنی درود کی صورت  
ایک نسخہ دیا ہے مولا نے  
ہم مریموں کو جو شفا بخشنے

بات دل کی اگر پڑے کہنا  
 تیرے آگے میں کھول کر کہہ دوں  
 تو ہی باتوں کی لاج رکھتا ہے



تجھ سے ہو کر قریب بیٹھا ہوں  
 تیری جانب میں دیکھتا جاؤں  
 اس تصور کو زندگی دے دے

نام جن کا ہے نور آنکھوں کا  
 جو ہیں لائے نجات کا مردہ  
 اُن کو بھیجو درود کے تحفے



آپ کے ذکر سے مرے آقا  
 دل دھڑکتا ہے نبض چلتی ہے  
 زندہ ہونے کی یہ علامت ہے

تیرے خلقِ عظیم کا صدقہ  
 ہم نے پائی ہے پیار کی خوشبو  
 سر اٹھانے کے ہم ہوئے قابل



لوگ حج کے سفر پہ نکلے ہیں  
 میری حالت ہے ان دنوں ایسی  
 جیسے گردشِ بھنور میں ہوتی ہے

محفلِ شوق یوں سجاتے ہیں  
ہم لگا کر بہار کا میلہ  
تیری رحمت کے پھول چنتے ہیں



چاند تارے جو مُکراتے ہیں  
تیرے در سے ہی نور پاتے ہیں  
اس حقیقت کو ماننا ہو گا

ہر نبیؑ نے ہی تیرے آنے کی  
دی بشارت زمانے والوں کو  
تو ہی مطلوب سب کا ٹھہرا ہے



تیرے اصحاب سب ہی تارے ہیں  
راہِ حق پہ ہمیں چلاتے ہیں  
تیرا جلوہ ہمیں دکھاتے ہیں

میرے آقا کے جو قدم چھوئے  
 وہ گناہوں سے پاک ہو جائے  
 میں عقیدے کی بات کرتا ہوں



جھانک لو وقت کے جھروکوں سے  
 ایک آواز کوہِ فاراں سے  
 چل کے عالم میں پھیلتی جاوے



ذکر ہوتا ہے جب ترا آقا  
 دل مرا جھوم جھوم جاتا ہے  
 تیری سیرت کی خیر پاتا ہے



اک صدائے غریب ہوں آقا  
 تیرے روضے کو چومنا چاہوں  
 اذن دے مجھ کو باریابی کا

چھوڑ دو کیسی گری کرنا  
 خاکِ طیبہ کو ہاتھ میں لے لو  
 خود نتیجے پہ پہنچ جاؤ گے



تجھ کو اُمّی لقب بھی کہتے ہیں  
 تجھ کو فخرِ عرب بھی کہتے ہیں  
 تو ہی منبع ہے ہر اچھائی کا

میرے آقا ہیں مشفقِ اعظم  
 میرے آقا ہیں مصدرِ دانش  
 بن کے آئے ہیں قاسمِ نعمت



جو دعائیں لبوں پہ آتی ہیں  
 نجوم کر وہ تبرا درِ رحمت  
 بارگاہِ عظیم میں پہنچیں

خاک جس کی ہے آنکھ کا سُرمہ  
 جس پہ جنت بھی رشک کرتی ہے  
 میرے آقا وہ شہر تیرا ہے



تیری راہوں کو چھوڑ کر آقا  
 پیچھے دُنیا کے جو بھی چلتے ہیں  
 غم اُٹھاتے ہیں دکھ وہ پاتے ہیں

کیسی ہم پر سختی دے دی ہے  
 اپنی چاہت کی دولتیں دی ہیں  
 ہم غریبوں کا مان رکھا ہے



جو کہ اپنی انا کے قیدی تھے  
 بیٹیوں کو جو دفن کرتے تھے  
 اُن کو جینے کی عظمتیں بخشیں

حاصلِ زندگی مرے آقا  
 اک تبری دید کا ہی لمحہ ہے  
 جس کی خاطر میں زندگی چاہوں



تیری خاطر ہی رب عالم نے  
 بزمِ کونین کو سجایا ہے  
 عشق تیرا ہی سب کا محور ہے

داستاں داستاں بیاں تیرا  
 میرے آقا ازل سے جاری ہے  
 بات چلتی ہے نام سے تیرے



جا پختے ہیں کبھی عمل تیرا  
 دیکھتے ہیں کبھی سخن تیرا  
 تو نے حیرت میں سب کو ڈالا ہے

بخش دیتے ہیں اپنے سائل کو  
 میرے آقا سوال سے پہلے  
 حال دل کا پڑھیں وہ چہروں سے



جو شناسائے مصطفیٰ ہوگا  
 وہ نہ حق سے کبھی بھی ہٹکے گا  
 وہ ہدایت کا نور رکھتا ہے





